ادب کے فائدے
بے ادبی کے نقصانات
تصنیف لطیف
حضور فیضِ ملّت مفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح
محمد فیض احمد اویسی رضوی
رحمۃ اللہ علیہ
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمدلله والصلوٰۃ والسلام علی رسوله وعلی آلہٖ واصحابه واجمعین

امابعد! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قربِ قیامت میں علم کی قِلّت اور جہالت کی کثرت ہوگی۔[1] آپ ﷺ کے اس ارشادِ گرامی کا ظہور اس دور میں سورج سے زیادہ روشن ہے۔ اسلامی اُمور سے جہالت کا غلبہ ہے کہ اسلامی اُمور پر عمل دور کی بات ہے ان اُمور سے آگاہ لوگ بھی نایاب نہیں تو کمیاب (ناکافی) ضرور ہیں۔ انہی لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے رحمت کا مژدہ بہار سنایا کما قال فطوبی للغرباء الخ[2] غور سے دیکھا جائے تو آج کے دور میں دین کے غلام اکثر غریب و مسکین لوگ ہیں۔ فقیر کی تصنیفی کاوِش (جستجو) کی قدر و منزلت اکثر یہی حضرات کر رہے ہیں مِنْجُملہ (کل ملا کر) ان کے فاضل نوجوان مولانا ہیں چنانچہ یہ رسالہ "ادب کے فائدے اور بے ادبی کے نقصانات" موصوف طبع کر رہے ہیں۔ فجزاہ اللّٰہ خیر الجزاء

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان

8 شوال المکرم 1428ھ

---

[1] (صحيح البخاري، كتاب العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، 43/1، الحديث: 80، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(صحيح مسلم، كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، 2056/4، الحديث: 2671، دار إحياء الكتب العربية)

[2] (كَشْفُ المَنَاهِجِ وَالتَّنَاقِيحِ فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيثِ المَصَابِيحِ، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، من الحسان، 144/1، الحديث: 133، الدار العربية للموسوعات، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1425 هـ 2004م)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

علمائے کرام فرماتے ہیں اسلام سارے کا سارا ادب ہے۔ جس طرح نماز کو دین اسلام میں بنیادی ستون کہا گیا ہے اسی طرح ادب بھی ایمان کی نشانی قرار پایا حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: حسن الأدب من الایمان [3]

یعنی کہ بہترین ادب ایمان سے ہے۔

اس مضمون میں "ادب" کی اہمیت و "شان ولایت" کو قرآن وحدیث واکابرین اُمت کے اقوال کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ ادب پر گامزن رکھے۔ (آمین)

ارشادِ رسول ﷺ

سید عالم ﷺ کا فرمان ذی شان (باعظمت) ہے: وہ ہم میں سے نہیں جو ہم سے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی تعظیم نہ کرے۔[4] (ترمذی شریف)

فائدہ: سرکار دوعالم ﷺ اس شخص کو اپنا اُمتی تسلیم نہیں کرتے جو چھوٹوں سے شَفقَت نہ کرے اور اپنے بڑوں یعنی والدین، اساتذہ کرام، مشائخ عظام، پیرو مرشد اور بزرگان دین کا ادب و احترام نہ کرے۔ جو شخص بارگاہ رسالت کا بے ادب اور اولیاء کرام کا گستاخ ہو کر بھی یہ سمجھے کہ میں حضور ﷺ کی اُمت میں سے ہوں۔ یہ اس کی نادانی اور جہالت ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اس کی ترجمانی یوں فرمائی۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویار ہے

پھر کہے نجدی کہ ہوں میں اُمت رسول اللہ کی

مولانا عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

یعنی اے انسان! تو جب بھی خدا سے مانگ ادب کی توفیق مانگ اس لئے کہ بے ادب انسان خدا کے فضل سے محروم رہتا ہے۔

قرآن مجید میں ادب کی تاکیدات

---

[3] (کشف المحجوب از داتا علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ، نواں باب: کشف حجاب، صحبت اور اس کے آداب واحکام، ص434، ضیاء القرآن پبلیکیشنز)

[4] (سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في رحمة الصبيان، 386/3، الحديث: 1920، دار الغرب الإسلامي – بيروت، سنة النشر: 1998 م)

قرآن مجید میں جابجا(بار بار) ادب کی تاکید کی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ادب کی تعلیم جس انداز میں دی جارہی ہے اس کی مثال ملاحظہ فرمائیں۔ شان محبوب ﷺ کا ادب اس طرح سکھایا جارہا ہے

(1) اے ایمان والو! اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ عزوجل سے ڈرو۔[5] (حجرات 1)

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حضوری کے وقت ان آداب سے آگاہ کیا گیا۔

(2) اے ایمان والو! اپنی آوازیں اُونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چِلا کر نہ کہو جیسا آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال ضبط نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔[6] (حجرات 2)

دربارِ گوہر بار ﷺ میں حاضر ہو کر بلند آواز پکارنے پر یوں تنبیہہ (خبرداری) فرمائی۔

(3) بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔[7] (حجرات 4)

خلاصہ یہ کہ شانِ محبوبیت ﷺ کا ادب یوں سمجھایا کہ ایمان والو! اس پیارے محبوب کے کسی قول و فعل میں تمہارا سَبقت (آگے بڑھنا) لے جانا بارگاہ حبیب کے ادب واحترام کے خلاف ہے اس بارگاہ میں تو نیاز مندی وآداب لازم ہیں خبردار ہرگز ہرگز کسی بھی معاملہ میں اس پیارے رسول ﷺ سے تقدیم نہ کرنا۔ دوسری آیت میں یہ ادب سکھایا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھو جیسے آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہو اس طرح بارگاہ میں نہ پکارو بلکہ ان کی خدمت میں کلمات ادب و تعظیم و توصیف اور القابِ عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو۔ خبردار یہ بھی نہ کہنا بلکہ جب بھی اس پیارے محبوب کی بارگاہ میں کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو تو یوں کہو ''یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا ، یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا'' تم نے ادب کو ترک کر دیا تو تمہاری نیکیاں برباد کر دی جائیں گی۔ چوتھی آیت میں یہ بتایا کہ وہ لوگ انتہائی جاہل اور بے عقل ہیں جو آپ ﷺ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کو بلند آوازوں سے پکارتے ہیں یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب حضور ﷺ دوپہر کے وقت آرام فرمارہے تھے تو بنی تمیم کا وَفد[8] بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکارنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ باہر تشریف لے آئے لیکن اللہ تعالیٰ کی شانِ جلالی کو اپنے محبوب ﷺ کو اس طرح پکارنا گوارا نہ ہوا اور ان لوگوں کو جاہل و بے ادب کہا گیا۔

ارشاداتِ رسول اکرم ﷺ

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

5) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ (الحجرات: 1)

6) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرات: 2)

7) اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (الحجرات: 4)

8) آدمیوں کی جماعت جو کسی خاص مقصد کے لئے بھیجی جائے۔

☆ میرے رب عزوجل نے مجھے ادب سکھایا اور خوب ادب مجھے سکھایا۔[9](کشف المحجوب صفحہ 437)

☆ فرمایا اپنی اولاد کا اکرام کرو اور اچھی طرح ادب سکھاؤ۔

☆ فرمایا تم میں سے کسی کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا اس سے بہتر ہے کہ وہ ایک صاع[10] طعام (کھانے کی چیز) خیرات کرے۔

☆ فرمایا اپنے بھائیوں کو بہت زیادہ حفظ ادب اور نیک سلوک کر کے بھائی بناؤ۔(کشف المحجوب صفحہ 440)

فائدہ: دین اسلام کی پہلی تعلیم ہی ادب ہے اور انسان کو ادب سے وابستہ ہو جانے کی تلقین کی گئی کہ اگر دین و دنیا کی سرفرازی (ترقّی) چاہتے ہو تو ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا جہاں سے بھی ادب اور علم حاصل ہو لے لینا۔ اسی کے پیش حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ہمیں زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلے میں ادب حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔[11](رسالہ قشیریہ صفحہ 437)

اقوالِ اسلاف رحمھم اللّٰہ

☆ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو ادب اختیار کرتا ہے اسی کو قرب نصیب ہوتا ہے۔ اے انسان! حسن ادب تجھے اللہ عزوجل تک پہنچادے گا اور بے ادبی تجھے دور لے جائے گی۔(الفتح الربانی 327)

☆ حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہر حالت کے لئے ادب ہے جس نے ادب کو لازم کیا وہ بڑے لوگوں کے درجہ پر پہنچا اور جو اس سے محروم رہا وہ خدا سے دور رہا۔(آداب المرین صفحہ 32)

☆ حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بندہ ادب سے خدا تک پہنچ جاتا ہے اور اطاعت سے جنت تک۔[12](آدابِ مرشد صفحہ 15)

☆ حضرت معین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: من ترک الادب ردعن الباب

یعنی جس نے بے ادبی کی وہ مردود بارگاہ ہے۔

ابلیس لعین کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اس کی لاکھوں برس کی عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ دیکھو اس کی تمام اطاعت و بندگی صرف ادب نہ کرنے کی وجہ سے ضائع ہو گئی۔

فائدہ: معلوم ہوا جس طرح نماز میں خُشُوع (عاجزی) نماز کی قبولیت کا باعث بنتا ہے بعینہٖ (بالکل اسی طرح) اس طرح "ادب" پر قربِ خداوندی اور عبادات کی قبولیت کا مدار ہے۔ خدا کی بارگاہ میں بے ادب انسان کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا چاہے وہ ابلیس لعین کی طرح لاکھوں برس عبادت ریاضت میں لگا رہے یہ ادب کی "کرامت" ہے کہ وہ انسان کو بلند مقام و مَراتِب عطا کرتا ہے۔ انتہائی خوش نصیب ہے وہ انسان جو مقام ادب پر فائز ہے۔

---

[9]) أَدَّبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي

(المقاصد الحسنة ، [الباب الأول: الأحاديث بحسب ترتيب الأحرف [حرف الهمزة، 73/1، الحديث: 45، دار الكتاب العربي – بيروت، الطبعة: الأولى، 1405ھ 1985م)

[10]) ایک وزن یا پیمانہ جو تقریباً تین یا ساڑھے تین سیر اور بعض کے نزدیک ۳سیر ایک چھٹانک یا ۲۳۴ تولے کے برابر ہوتا ہے، جو یا گندم ناپنے کا ایک پیمانہ.

[11]) (الرساله القشيريه ، باب الأدب ، ص 141، مكتبة ومطبعة مصطفي البابي الحلبي، الطبعة: الأولى، 1359ھ 1940م)

[12]) (الرساله القشيريه ، باب الأدب ، ص 140، مكتبة ومطبعة مصطفي البابي الحلبي، الطبعة: الأولى، 1359ھ 1940م)

ادب کے فوائد: ادب کے ان گنت فائدے ہیں۔ فقیر چند ان بزرگوں کے متعلق عرض کرتا ہے جنہیں ادب سے بلند مراتب نصیب ہوئے۔

(1) ادب کرنے سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "صدیق" کا لقب ملا۔

(2) ادب کرنے سے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "فاروق" کا لقب عطا ہوا۔

(3) ادب سے ہی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "ذوالنورین" کا شرف ملا ہے۔

(4) ادب کی وجہ سے ہی سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "امام المتقین" کہا جاتا ہے۔

(5) ادب کرنے والے صحابی تھے۔

(6) ادب کرنے والے تابعی تھے۔

(7) ادب کرنے سے ہی "غریب نواز" کا مَنصبِ جَلیل (بڑا عہدہ / مقام) عطا ہوا۔

(8) ادب کرنے سے ہی " غَوثِیَّت" کا مقام ملتا ہے۔

(9) ادب کرنے سے "پیر کامل، کاملاں را رہنما" کا اعزاز عظیم ملتا ہے۔

(10) ادب کرنے سے ہی انسان اللہ کا ولی بنتا ہے اور جو ان تمام کا ادب و احترام کرے وہ سنی ہوتا ہے۔

فائدہ: اس تمام بحث سے ادب کی اہمیت روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی۔ اب اسی ادب کی روشنی میں "تعریف ولی اور احترام ولی" کا بیان کیا جاتا ہے۔ یاد رکھئے اللہ والوں کا ادب و احترام کرنے میں ہی سعادت ہے اور ان کی شان میں بے ادبی و گستاخی دو جہاں کی بد بختی اور آخرت کا خسارہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا قَالَ مَنْ وَضَعَ هَذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ[13] (بخاری)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت الخلاء میں گئے میں نے آپ ﷺ کے لئے وضو کا پانی رکھا آپ ﷺ نے باہر آکر پوچھا یہ پانی کس نے رکھا۔ لوگوں نے عرض کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ (عزوجل)! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر صحابہ سے تھے لیکن ادب کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو اتنا وسیع علم سے نوازا کہ اکابر صحابہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے علم کے مَدَّاح (تعریف) اور بہت سے اکابر حضرات آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے اِستِفادَہ (نفع پایا) کرتے۔

اسلاف کے واقعات

(1) شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک نوجوان جو بڑا فاسق و فاجر اور گنہگار تھا وہ فوت ہو گیا۔ بعد وفات کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے پھر اس سے پوچھا بخشش کا کیا سبب بنا؟ اس

[13] (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، 66/1، الحديث: 143، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

نے بتایا کہ ایک دن حضرت خواجہ بہاؤالحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہیں جارہے تھے تو میں فرطِ عقیدت (بہت خلوص ومحبت) سے آگے بڑھا اور حضرت کے دست اقدس کو محبت سے بوسہ دیا اسی دست بوسی کی وجہ سے مجھے بخش دیا گیا ہے۔[14] (خلاصۃ العارفین صفحہ 20)

(2) ایک شخص جو بدکردار اور فاسق وفاجر تھا ایک دن وہ دریائے دجلہ پر ہاتھ پاؤں دھونے گیا۔ اتفاق سے سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی دریا پر وضو کررہے تھے۔ وہ شخص جب ہاتھ پاؤں دھونے گیا تو اتفاق سے ایسی جگہ بیٹھ گیا جو سیدنا امام کے اُوپر تھی۔ امام نیچے بہاؤ کی طرف بیٹھے وضو کررہے تھے اس شخص کو خیال آیا کہ یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ اور وقت کا امام وضو کررہا ہو اور میرے جیسا نالائق ان سے اوپر بیٹھ کر ہاتھ پاؤں دھوئے۔ یہ خیال آتے ہی وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور سیدنا امام سے نیچے بہاؤ کی طرف سے ہاتھ پاؤں دھو کر چلا گیا۔ جب وہ شخص مرگیا تو ایک بزرگ کو خیال آیا کہ یہ آدمی تو بڑا فاسق وفاجر تھا دیکھیں تو سہی اس کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا اُنہوں نے قبر پر جاکر مُراقَبَہ (اللہ عزوجل کی ترف دل لگانا) کیا اور اس سے پوچھا "تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟" اس نے جواب دیا "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری بخشش صرف ایک گھڑی امام حنبل رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ ادب کرنے کی وجہ سے ہوئی۔"[15]

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

(3) سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خراسان کے پہاڑ میں جب حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمان سنا "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" (یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام اولیاء رحمہم اللہ سے پہلے اپنے سر کو جھکا دیا اور یہاں تک جھکا دیا کہ زمین پر رکھ دیا اور عرض کی یا غوث الاَعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کا قدم معین الدین کی گردن پر ہی نہیں بلکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قدم میرے سر پر ہے۔ رب قدوس جل مجدہ نے اسی وقت حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس ادب سے آگاہ کردیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اولیاء اللہ کے بھرے مجمع میں فرمایا "میرا بیٹا معین الدین گردن جھکانے کی وجہ سے تمام ولیوں پر سبقت لے گیا ہے اور اس تواضع اور حسن ادب کے سبب یہ خدا اور اس کے رسولوں (علیہم السلام) کا محبوب ہوگیا اور عنقریب اس کو ہندوستان کی عظیم سلطنت عطا کی جائے گی" اور ایسا ہی ہوا جب آپ مرشد کے ساتھ دربارِ رسالت ﷺ پر حاضر تھے تو سید عالم ﷺ نے شرف زیارت بخشتے ہوئے حکم فرمایا "معین الدین ہم نے تم کو سلطان الہند مقرر کیا ہے اپنے مرشد کامل سے اجازت لو اور ہندوستان چلے جاؤ۔" (آدابِ مرشد)

(4) حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ اکثر یہ وظیفہ "یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاًللہ" جو خانقاہ شریف کی مسجد کی پیشانی پر بھی لکھا ہوا تھا پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ کوئی ولایت کا منکر شخص آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور مسجد کے کَتبَہ (مساجد اور سرایوں وغیرہ کے دروازوں پر لکھوا کر یا کھدوا کر لگادیتے ہیں) پر اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا "کیا حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سن لیتے ہیں جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں بیٹھ کر پکارا کرتے ہیں" یہ اعتراض سن کر حضور میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بلند آواز سے پڑھنا شروع کردیا "یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاًللہ" اس کے ساتھ ہی وہ منکر چیخ مار کر بے ہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو حضور میاں صاحب قدس سرہ کے قدموں

[14] (خلاصۃ العارفین، قسم دوم، شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، ص20، منزل نقشبندیہ، بازار کشمیری، لاہور)
[15] (ذکرِ خیر صفحہ نمبر ۲۳۰، تزکرہ اولیاء۔)

میں گر پڑا اور بھری محفل میں حاضرین سے کہتا ہے "میں نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی آنکھوں سے اس خانقاہ میں دیکھا ہے اور آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرمارہے تھے جو ہمیں پکارتا ہے ہم اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں مگر پکارنے والا کوئی شیر محمد تو ہو۔" (آدابِ مرشد)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیر ربانی کے لقب سے معروف ہیں کشش روحانی کا یہ کمال ہے کہ حضرت علامہ محمد اقبال قادری لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی بارگاہ میں حاضری کے وقت خود کو ایک ادنیٰ زائر و خادم کی حیثیت سے ظاہر کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کمالاتِ علمی و کرامات بے حد ہیں نقشبندی ہونے کے باوجود خود کو سیدنا غوثِ اعظم جیلانی قدس سرہ کا نام لیوا اور غلام در غلامانِ غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ان بعض نقشبندیوں اور بعض چشتیوں کے لئے درسِ ہدایت ہے جو سلسلہ کے تَعَصُّب (حقیقت ظاہر ہو جانے کے بعد بھی حق بات سے انکار) میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غوثیت کاملہ اور کمالاتِ عالیہ کا انکار کرتے یا کم از کم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و محبت میں بُخل (لالچ) اور کنجوسی کرتے ہیں بلکہ بعض بدبخت تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان گھٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ فقیر کا مقولہ مشہور ہے:

جسے غوثِ اعظم (رضی اللہ عنہ) سے پیار نہیں وہ ہمارا یار نہیں

تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر"

مارچ 1911ء کا واقعہ ہے کہ دو افغان علاقہ پشاور میں دیوار بنانے کا کام کرتے تھے۔ ایک سید کی لڑکی پر فَرِیفتہ (عاشق) ہو گئے۔ لڑکی کو معلوم ہو گیا تو اس نے اپنے والد سے کہا کہ مجھ کو میری سسرال میں پہنچا دو مجھے ان افغانوں سے خطرہ ہے۔ دوسرے روز عَلَی الصَّباح (صبح سویرے) دونوں باپ بیٹی روانہ ہو گئے۔ افغانوں کو بھی گھنٹہ دو گھنٹہ بعد خبر ہو گئی وہ بھی تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ جب لڑکی نے دیکھا کہ وہ افغان چلے آرہے تھے لڑکی نے اپنے والد سے کہا کہ آپ کہیں چھپ جایئے ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو ماردیں۔ لڑکی کا والد قریب ہی کسی جھاڑی میں جا چھپا افغانوں نے لڑکی کو آگھیرا اور پوچھا بتا تیرے ہمراہ کون ہے؟ پر لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا جب اس کو بہت زیادہ تنگ کیا گیا کہ جلد بتا تیرے ساتھ کون ہے اور کہاں ہے؟ تو لڑکی نے کہا تم حضرت پیرانِ پیر کو ضامِن (ضمانتی) دو تو میں بتاتی ہوں۔ افغانوں نے کہا ہمارے تمہارے ضامِن (ضمانتی) حضرت پیرانِ پیر ہیں۔ لڑکی نے اپنے والد کو بلا لیا افغانوں نے اُسے قتل کر دیا اور لڑکی کو لے چلے لڑکی راستے میں پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتی جاتی تھی۔ افغانوں نے پوچھا پیچھے مڑ مڑ کر کیا دیکھ رہی ہے۔ لڑکی نے جواب دیا ضامِن (ضمانتی) کو دیکھ رہی ہوں اتنے میں ایک نقاب پوش بزرگ نمودار ہوئے اور افغانوں سے گویا (کہا) ہوئے کہ اس لڑکی کو چھوڑ دو۔ افغانوں نے اُن پر بھی حملہ کرنا چاہا مگر وہ دونوں قدموں سے ناف تک زمین میں دھنس گئے۔ ہزارہا خَلقُ اللہ (اللہ کی مخلوق) نے اس تماشہ کو دیکھا ان دونوں میں سے ایک تو کچھ دیر بعد مر گیا اور دوسرے روز کے بعد موت کا مزہ چکھا۔ (ہفت روزہ الہام بہاولپور پاکستان)

سید جلال صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: حضرت علاؤالدین احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سید فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اول ہیں جن کا سلسلہ صابریہ چشتیہ مشہور ہے۔ آپ کے گستاخوں اور بے ادبوں کی سزائیں اور بے نصیبیاں مشہور ہیں۔ چند ایک فقیر اُویسی غفرلہ نے ان کی سوانح عمری مرتبہ جناب الٰہی بخش اجمیری مرحوم شائع کردہ دین محمد لاہور درج کرتا ہے۔

یورپین گستاخ کی موت: 1857ء کے ہنگامہ آزادی کے بعد امن وامان ہو گیا تو بے ادب انگریز حاکم وقت ایک یورپین (Europeon) سیر وسیاحت کرتا ہوا جناب کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ حالانکہ حاضرین وقت نے اور خادم نے اُصول زیارت سے آگاہ کر دیا کہ آپ جوتا اور بوٹ اُتار دیں پھر تشریف لاویں مگر اس نے کچھ پرواہ نہ کی اندر داخلِ آستانہ کے حصہ اول ہی میں قدم رکھا کہ اس کے پیٹ میں درد ہوا حتی کہ اس قدر بے تاب ہوا کہ ڈولی میں بیٹھ کر اپنے بنگلے تک گیا آخر مر گیا۔ اس کی نظیر (مثال) ملاحظہ ہو۔

سعودیوں کا بُرا انجام: گذشتہ چند سالوں کی بات ہے کہ ملک فہد (سعودی بادشاہ) مدینہ طیبہ آیا جبکہ ابھی خالد ملک تخت نشین تھا اس کے فوجی افسر بوٹوں سمیت بارگاہ رسول ﷺ تک چلے گئے واپس ریاض (دارالخلافہ) جاتے ہوئے ہوائی جہاز گرا تو وہی بے ادب فوجی پاش پاش ہو گئے۔

نہر کی تیاری کے لئے نشان دہی کی گئی تو نشان دار بیل لگاتا لگاتا کلیر تک چودہ پل کے سامنے سے نقّار خانہ [16] کے برابر کو نشان لگالایا۔ حاضرین وقت نے کہا یہاں سے فرق نشان میں کر دیں مگر ایک نہ سنی۔ وہ انجینیئر نشان ڈال کر چلا گیا جب شب (رات) کو بالغرض سونے کو گیا تو خود بخود چوب (درخت کی شاخ سے بنے) خیمہ سے الٹا لٹک گیا۔ رات بھر لٹکا رہا توبہ کی وغیرہ کی نیاز قبول کی تب نجات ہوئی صبح کو نیاز دلائی شب کو نقار خانہ پر روشنی کی دوسرے روز نشان موجودہ جگہ کا دیا جہاں اب نہر رواں ہے۔

فائدہ: بعض کرامات کے نشانات تادیر رہتے ہیں۔

سادھو کی بربادی: ایک زمانہ سابقہ میں کوئی سادھو چلا آرہا تھا کہ اس نے مقامِ مزار مبارک پر دور سے دیکھا کہ انوار کے برکات کی بارش ہو رہی ہے۔ یہ فیضان دیکھ کر جل گیا اور ارادہ کیا کہ اگر مسلمان کا مزار ہو گا تو اس مزار کو زمین کے برابر کر دوں گا۔ قریب مزار مُعَلّٰی (بڑے مقام والا) آکر جانب قدم کسی اوزار چمٹہ وغیرہ آہنی سے ایک سوراخ کیا اور منہ ڈال کر دیکھا بس وہیں گردن پھنس گئی اور مر گیا۔

فائدہ: اُولیاءِ کرام کی شان بے دینوں سے نہیں دیکھی جاسکتی پھر اس کی سزا بھی پاتے ہیں۔

برأت قید میں: ایک برأت راجہ رنجیت سنگھ لاہوری کی ہردوار جانے کے لئے آئی۔ کلیر میں قرب درگاہ مُعَلّٰی (بڑے مقام والا) یام کیا اور خوب شور وغل گانے بجانے کا کر رہے تھے۔ خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہرچند (بہت) اُن کو منع فرمایا مگر باز نہ آئے۔ حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ شمس یہ کیا ہے۔ خواجہ شمس الدین نے فرمایا حضور برأت ہے۔ آپ نے فرمایا منع کرو۔ خواجہ صاحب نے بہت منع کیا نہیں مانتے حکم ہوا قید کر دو۔ خواجہ صاحب نے فرمایا حضورِ انور کس طرح قید کر سکتا ہوں۔ ایک سامنے پیالہ پڑا تھا مخدوم صاحب نے فرمایا اس پیالہ کو اُلٹا کر دو۔ پیالہ اُلٹا کرتے ہی وہ راستہ بھول گئے سب برأتی ایک رات ایک دن قید رہے بعض کہتے ہیں کہ ایک مدت قید رہے۔ آخر حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کی خدمت میں گئے۔ ان سے عرض کیا اُنہوں نے فرمایا وہاں جاکر معافی چاہو آخر صابر صاحب حاضر ہو کر قصور کی معافی چاہی آخر رحم آیا معاف فرمایا۔

فائدہ: ایک ولی اللہ ناراض ہو جائے تو دوسرا ولی سفارش نہیں کرتا جب تک پہلا راضی نہ ہو۔

---

[16]) وہ جگہ جہاں نوبت، نقارے وغیرہ بجاتے ہیں۔

سیٹھ کی سزا: چند سال کا واقعہ ہے کہ چند سیٹھ عیاش بمبئی کے آئے ڈیرہ جما لیا رہنے لگے طوائف کو بھی ہمراہ رکھتے۔ اس کو پشواز [17] بھی گیارہ سو روپیہ کی بنا دی۔ رات دن عیاشی میں غرق رہتے بندگانِ خدا نے ہدایت کی مگر نہ مانے۔ آخر خیمہ میں آگ لگی عصر کے وقت باوجودیکہ اس وقت قریب قریب آگ نہ تھی۔ تمام مال و متاع جل کر راکھ ہو گیا صرف جسم کے کپڑے رہ گئے اور کرایہ سے محتاج ہو گئے اپنے کئے کی سزا کو پہنچے ان کا خیمہ باغ کی جانب تھا۔

فائدہ: دنیا کا نشہ تکبر و غرور میں ڈالتا ہے عموماً اولیاء کرام رحمہ اللہ اجمعین کے دشمن اور بے ادب و گستاخ لوگ اسی دنیا کے نشہ میں آ کر بے ادبی اور گستاخی کرتے ہیں اسی لئے انجام بربادی ہوتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گستاخ کی سزا: ایک شخص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا بے شک عرصہ ہوا رِحلَت (وفات) فرما گئے ہیں پھر اُس شخص نے کہا کیا آپ کی والدہ ماجدہ زندہ ہیں آپ نے فرمایا ہاں زندہ ہیں۔ پھر اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کی والدہ بڑی خوبصورت اور حسینہ ہیں اس لئے میں اُن سے نکاح رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں آپ اُن کا نکاح میرے ساتھ کر دیجئے۔ آپ نے یہ اِہانت (توہین) شرط سن کر صبر کیا اور بتقاضائے اُس کو جواب دیا تو یہ دیا کہ وہ خود عاقلہ بالغہ ہیں انہیں اپنے نکاح کا اختیار ہے میں اُن کو مجبور نہیں کر سکتا ہاں البتہ پوچھ سکتا ہوں۔ اُس مرد نے کہا بہت اچھا دریافت کیجئے خدا کی شان آپ پوچھنے جا رہے تھے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس گستاخ کی گردن جسم سے علیحدہ ہو گئی تھی یہ اللہ کی غیرت اور غیبی مدد تھی کہ اپنے پیارے کے دشمن کی گردن اُڑا دی۔

بے ادبی کا انجام بد: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن اپنے پاؤں مبارک پھیلا کر لیٹے ہوئے تھے اور ایک مرد پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص آیا اور حضرت کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر آگے گزر گیا یہ دیکھ کر اس مرید نے کہا تجھے معلوم نہیں خواجہ بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لیٹے ہوئے ہیں اور تو اوپر پاؤں رکھ کر گزر گیا ہے یہ سن کر اس بدبخت نے کہا بایزید بسطامی ہیں تو پھر کیا ہوا یہ کہہ کر چلتا بنا۔ لیکن اس بے ادبی کا وبال اس پر یوں نازل ہوا کہ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس کے دونوں پاؤں سیاہ ہو گئے اور اسی پر بس نہیں بلکہ آج تک اس کی اولاد میں سے کسی کا آخری وقت جب آتا ہے تو اس کے پاؤں بھی سیاہ ہو جاتے ہیں۔ (رونق المجالس، ص 17)

بے ادب پر سکرات کا عذاب: ملک بخارا میں ایک شخص تھا جو اولیاء کرام پر بلاوجہ طعن و تشنیع کیا کرتا تھا جب وہ شخص قَرِیبُ المَرگ (موت کے قریب) ہوا تو اس کی زبان پر کلمہ شہادت جاری نہ ہوتا تھا بارہا لوگوں نے اسے کلمہ سنایا لیکن کسی طرح بھی وہ کلمہ نہ پڑھ سکا۔ لوگ پریشان ہو کر حضرت خواجہ سوید بخاری علیہ الرحمۃ کو بلا کر لائے آپ نے اس کے پاس بیٹھ کر مراقبہ فرمایا۔ چند ساعتوں بعد جب آپ مراقبہ سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے کلمہ پڑھ کر جان دے دی۔ لوگوں نے پوچھا حضور کیا معاملہ تھا تو اس اللہ کے ولی نے یہ بتایا کہ یہ شخص چونکہ اولیاء پر طعن کرتا تھا اس وجہ سے اس کی زبان کو کلمہ پڑھنے

---

17) انگرکھے کی وضع کا گھیر دار دامن کا لباس جس کا گھیر لہنگے کی طرح کا ہوتا ہے پرانے زمانے میں امرا و بیگمات لباس کے اوپر بطور برقع پہنا کرتے تھے اور 'جامہ' کے نام سے موسوم تھا. اب گانے والی عورتیں گانے ناچنے کے لیے پر تکلف جامہ پہنتی ہیں.

سے روک دیا گیا تھا میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی سفارش کی تو رب کریم نے فرمایا "اے پیارے! ہم نے تیری سفارش قبول کی لیکن شرط یہ ہے کہ میرے جن ولیوں کی شان میں بے ادبی کرتا تھا وہ بھی اسے راضی ہوں"

یہ ارشاد سن کر میں نے اس وقت کے تمام ولیوں کی بارگاہ میں اس کی طرف سے معافی چاہی اور اُنہوں نے بھی اسے معاف کیا تو اس سے جان کنی (موت کے وقت سانس کا اُکھڑنے) کا عذاب ٹل گیا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بے ادب اُس وقت تک جان کنی (موت کے وقت سانس کا اُکھڑنے) کے عذاب اور عالم سکرات میں مبتلا رہے گا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے معافی نہ مانگے تو جب تک اللہ کے ولی معاف نہ کریں خدا بھی نہیں بخشے گا۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک مفلسی و بدکرداری کے سبب سے نااُمید ہو جائے گا تو حق سبحانہ تعالی کہے گا اے میرے بندے کیا تو فلاں محلہ میں کسی میرے دوست یا فلاں عارف کو پہچانتا ہے وہ جواب دے گا ہاں میں پہچانتا تھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا" جا میں نے تجھے اس کے طفیل سے بخش دیا۔" (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ 17)

جب ایک ولی کی پہچان انسان کے لئے آخرت میں نجات کا سبب بن رہی ہے تو جو اُن کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اللہ عزوجل اور اللہ کے رسول ﷺ اور اس کے محبوبوں کی محبت سے ان کے سینے سرشار ہوں۔ خدا کی رحمت کیسے گوارا کرے گی کہ ان لوگوں کو عذابِ آخرت ہو۔ اس کے باوجود بھی کوئی بدنصیب انسان شانِ ولایت کو تسلیم نہ کرے تو بجُز اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت مگر یہ بدادا نہ دے

عبداللہ بن سباء: عبداللہ بن سباء جس نے دین حق بین المسلمین اور حضرت عثمان غنی کو شہید کرنے کا یہ سارا پروگرام بنایا تھا۔ وہ بالآخر آگ میں جل بھن کر واصل جہنم ہوا۔ اس کی پارٹی کا ایک ایک ممبر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ایک دشمن پاگل ہو کر ذلت کی موت مرا۔

(والحمد علی ذالک)

جن کے بعض کے مختصر حالات اسی رسالہ میں عرض کئے جا رہے ہیں تفصیل معلولات یعنی تاریخ کی میسوط کتب میں پڑھیے۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ شہادت کے بعد ایک مصری ننگی تلوار لے کر آیا اور کہنے لگا خدا کی قسم میں اس حضرت عثمان کی ناک کاٹوں گا۔ اس پر آپ کی زوجہ محترمہ نے آستینیں چڑھا لیں اور اس کی تلوار پکڑ لی۔ جس سے آپ کا انگوٹھا کٹ گیا پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک غلام رباح سے جس کے پاس حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار تھی فرمایا اس کے مقابلے میں میری مدد کرو غلام نے تلوار سے اسے قتل کر دیا اور وہ جہنم رسید ہوا۔ [18]

---

[18] (الاستيعاب في معرفة الأصحاب لإبن عبد البر ، باب حرف العين، 1797 <عثمان بن عفان الأموي> ، 160/3، دار الكتب العملية بيروت)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخوں کا انجام برباد
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن کا منہ کالا

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی بن زید بن جدعان سے باسند روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب نے فرمایا اس شخص کے منہ کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو وہ روسیاہ (کالے منہ کا) تھا فرمایا! اس کی وجہ یہ تھی کان یسب علیاً و عثمان رضی اللہ عنہما [19]

یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں بکتا تھا۔

میں اس کو روکتا تھا مگر یہ نہ رکتا تھا۔ میں نے کہا الٰہی اگر یہ دونوں حضرات کو سب و شتم (ظلم) کر کے تجھے ناراض کرتا ہے تو مجھے اس کے ذریعہ نشانی دکھائے پس اس کا منہ کالا ہو گیا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔

قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انجام برباد

(1) ابن کثیر رقم طراز ہیں باتحقیق بعض اسلاف نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ إِلَّا مَقْتُولًا [20]

یعنی قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب قتل ہو کر مرے۔

(2) ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یزید بن حبیب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چڑھائی کی تھی۔ عامتھم جنوا [21] یعنی ان میں اکثر پاگل ہو گئے۔

کرامت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت اور ان کے خونِ ناحق کی تاثیر ہے جن بداَطوار (آوارہ) و ناہنجار (گمراہ) لوگوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی اور آپ کے قتل اور سفکِ دم (سانسیں توڑنے) میں شریک و سَہیم (حصہ دار) ہوئے وہ مجنون اور پاگل ہو گئے بلکہ ہم تو کہیں گے کہ وہ اس خروج اور خونریزی و خون خواری سے پہلے بھی دیوانہ اور مجنون تھے۔ اگر ان کا دماغ خراب نہ ہوتا اور وہ پاگل نہ ہوتے تو وہ سراپا بے گناہ امام حق خونِ ناحق کار سوائے عالم انتہائی شرمناک اور کمینہ ارتکاب کیوں کرتے؟

عبداللہ بن سباء کا خاتمہ خراب: سب سے پہلے اس فتنہ کے مُحرِّک (بڑانے والا) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف تحریک بغاوت کو منظم کرنے والے سبائیوں کے امام عبد اللہ بن سباء لعنت اللہ علیہ کا حشر ملاحظہ فرمائیے۔

---

19) (الاستيعاب في معرفة الأصحاب لإبن عبد البر، باب حرف العين، 1797<عثمان بن عفان الأموي>، 164/3، دار الكتب العملية بيروت)

(الرياض النضرة في مناقب العشرة، ذكر ما جاء في الحث علي حبه والتعزير من بغضه، 42/3، الحديث: 1123، دار المعرفة بيروت)

20) (البداية والنهاية، فصل ولما وقع هذا الأمر العظيم الخ، 189/7، دار الفكر، عام النشر: 1407 ھ 1986 م)

21) (تاريخ دمشق لإبن عساكر، عثمان بن عفان بن أبي العاص بن أمية، 446/39، رقم: 8059، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1415 ھ 1995 م)

رجال المعروف کی مشہور کتاب "بمعرفۃ اخبار الرجال" "رجال کشی" میں مصنف کتاب علامہ کشی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب عبداللہ بن سباء نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رب ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے توبہ کا مطالبہ فرمایا۔ فأبى أن يتوب وأحرقه بالنار

یعنی اس نے توبہ سے انکار کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آگ میں جلا دیا۔

محمد بن ابی حذیفہ: ابن سباء ملعون کے دست و بازو مصر میں بیٹھ کر حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف تحریک کو چلانے والے، باغیوں کو مُنَظَّم (اکھٹا) کر کے مدینہ طیبہ روانہ کرنے والے محمد بن ابی حذیفہ کے متعلق بھی اسی علامہ کشی کا بیان ملاحظہ ہو لکھتے ہیں کہ:

أخذه معاوية وأراد قتله فحبسه في السجن دهرة

یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گرفتار کیا اس کے قتل کے ارادہ سے اسے قید میں ایک (طویل) زمانہ تک قید رکھا (یہاں تک کہ) یہ قید خانہ میں مر گیا۔

فائدہ: ابن کثیر نے کہا ہشام بن محمد کلبی کا خیال ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ محمد بن ابی بکر کے قتل کے بعد پکڑا گیا اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر لوگوں کو برانگیختہ (اُکسانے) کرنے والوں میں سے تھا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل نہ کیا بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فلسطین میں قید کر دیا یہ قید خانہ سے بھاگ نکلا۔ ایک شخص عبداللہ بن عمرو بن ظلام نے اس کا پیچھا کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ ایک غار میں چھپ گیا مگر پکڑا گیا۔ عبداللہ بن عمرو نے اس خوف سے کہ کہیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے معاف نہ کر دیں اس کی گردن مار دی۔ یہ ابن الکلبی نے ذکر کیا اور واقدی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ 36ھ میں قتل کیا گیا۔

ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں: مصری خارجیوں کے گروہ تیار کر کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجنے والا عبداللہ بن سباء المعروف بابن السوداء کے ساتھ محمد بن ابی حذیفہ تھا۔ جب اس کا باپ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوا تو اس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرپرستی میں وصیت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی کفالت اپنے ذمہ لی اور اسے اپنے گھر میں پالا۔ [22]

واحسن اليه احساناً كثيراً

یعنی اور اس پر بہت زیادہ احسانات کئے۔

یہ بڑا ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امارت (گورنری) کی درخواست کی آپ نے فرمایا جب تو اس کا اہل ہو جائے گا تو میں تمہیں والی (کسی گروہ کا سردار) بنا دوں گا۔ اس پر یہ اپنے دل میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناراض ہو گیا۔ پھر اس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جہاد کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دے دی اور یہ مصر چلا گیا اور وہاں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عیوب بیان کرنے لگا۔ محمد بن ابی بکر نے اس پر اس کی مُساعِدَت (مدد کرنا) کی۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح (گورنر مصر) نے ان دونوں کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی مگر آپ نے کوئی پرواہ نہ

---

[22] (البداية والنهاية. ثم دخلت سنة ثمان و ثلاثين. 315/7. دار الفكر. عام النشر: 1407 هـ 1986 م)

کی۔ محمد بن ابی حذیفہ برابر اپنے کام میں لگا رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خارجیوں کے گروہ روانہ کئے جب اسے خبر پہنچی کہ اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کر لیا ہے تو اس نے مصر پر قبضہ کر کے عبد اللہ بن سعد کو وہاں سے نکال دیا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد شام پہنچا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالات سے مُطّلع (اطلاع دینا) کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر پر چڑھائی کا حکم دیا تا کہ وہاں سے محمد بن ابی حذیفہ کو نکالا جائے۔

لِأَنَّهُ مِنْ أَكْبَرِ الْأَعْوَانِ عَلَى قَتْلِ عُثْمَانَ، مَعَ أَنَّهُ كَانَ قَدْ رَبَّاهُ وَكَفَلَهُ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِ [23]

یعنی کیونکہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا سب سے بڑا (محرک اور) معاون تھا۔

حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی پرورش و کفالت فرمائی تھی اور اس پر احسانِ عظیم کئے تھے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر پر حملہ کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ ایک ہزار فوج لے کر عریش کی طرف نکلا اور وہاں قلعہ بند گیا (کیا)۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں مَنجَنِیق [24] نصب (کر کے سنگ باری شروع) کر دی یہاں تک کہ تیس ساتھیوں کو لے کر محمد بن ابی حذیفہ قلعہ سے نکلا اور یہ سب قتل کر دیئے گئے یہ محمد بن جریر (طبری) نے ذکر کیا ہے۔

مالک بن الحارث الاشتر: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف دشمنانِ صحابہ کی تحریک کا ایک اہم کردار اشتر ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی آگ بھڑکانے میں اس نے نمایاں حصہ لیا ہم اس کے کرتوت تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

ولید بن عقبہ گورنر کوفہ کے خلاف شراب نوشی کے الزام کی سازش میں اس کا ہاتھ تھا پھر سعید بن العاص گورنر کوفہ کے خلاف پراپیگنڈا زیادہ تر اسی کا رہین عمل ہے۔

جرعہ کے مقام پر سعید بن عاص کو مدینہ واپس کرنے والوں میں یہ ذات شریف پیش پیش تھی اور ان کے غلام کی گردن اسی اشتر نے اڑادی تھی۔

جب کوفہ سے چار گروہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف مُہِم (جنگی تحریک) سر کرنے مدینہ چلے تو ایک گروہ کا سردار اشتر تھا۔ جب باغی مطمئن اور راضی ہو کر واپس چلے گئے تو اشتر اور حکیم بن جبلہ واپس نہیں گئے تھے یہ مدینہ میں رہ گئے۔ حضرت امام کے نام سے گورنر مصر کے نام جھوٹے خط کی سازش تیار کی امام کے خلاف پراپیگنڈا کی مہم کو تیز تر کر دیا اور خوب ہنگامہ بپا (قائم) کیا حتیٰ کہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر کے چین پایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنے عہد خلافت میں) اشتر کو مصر کا گورنر بنایا جب یہ روانہ ہوا اور قلزم (سویز) پہنچا تو شہد کا شربت پیا جس سے مر گیا۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہا جاتا ہے کہ وہ شربت مسمومہ تھا یعنی اس میں زہر ملا دیا گیا تھا اور یہ 37ھ کا واقعہ ہے۔ [25]

---

[23]) (البداية والنهاية. فصل: ولما فرغ علي من أمر الجمل أتاه وجوه الناس يسلمون عليه. والزبير بن العوام بن خويلد. 250/7. دار الفكر. عام النشر: 1407 هـ 1986 م)

[24]) (جدید آتشیں آلات کی ایجاد سے پہلے کی لڑائیوں میں) بڑے بڑے پتھر دور تک پھینکنے یا مار کر قلعوں کی دیوار توڑنے کی ایک کل، کمان کی شکل کی ایک بڑی گوپیا یا فلاخن جس سے بڑے بڑے پتھر پھینک کر (جر ثقیل کے اصول کے مطابق) قلعے وغیرہ کی دیوار پر مارتے اور اسے توڑتے تھے۔

[25]) (الإصابة في تمييز الصحابة لإبن حجر العسقلاني. حرف الميم. 212/6. دار الكتب العلمية بيروت)

فائدہ: ابن کثیر نے لکھا کہ ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ مقدم خراج خانسار جس نے مسموم (زہر ملاہوا) شربت اشتر اکو پلادیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہلا بھیجا تھا کہ حیلہ (بہانا) سے اشتر کو قتل کردے اور اس سے (انعام) کا وعدہ کیا تھا جو پورا کیا۔

مگر یہ (افسانہ) محل نظر ہے یعنی صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

وبتقدير صحته فمعاوية يَسْتَجِيزُ قَتْلَ الْأَشْتَرِ لِأَنَّهُ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ[26]

یعنی اگر اسے صحیح فرض کرلیا جائے تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشتر کے قتل کو جائز سمجھتے ہوں گے کیونکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں میں سے تھا۔

حکیم بن جبلہ: امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم کے خلاف ایک اور اہم کردار حکیم بن جبلہ ہے۔ یہ بصرہ کا مشہور مفسد اور ڈاکو تھا ذمیوں[27] کو لوٹ لیتا تھا۔ ان کی شکایت پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبد اللہ بن عامر گورنر بصرہ کو اسے بصرہ میں نظر بند کردینے کا حکم دیا۔ جب عبد اللہ بن سباء اپنے مقاصد ملعونہ لے کر بصرہ گیا تو اسی کے گھر میں ٹھہرا اپنی تحریک کو مُنَظَّم (اکھٹا کرکے) کیا اور ایک مضبوط جماعت اپنے گرد جمع کرلی۔ بہر حال حکیم بن جبلہ سبائی تحریک کا زبردست ستون اور ابن سباء کا دست و بازو تھا۔

سبائی پروگرام کے مطابق جب بصرہ سے مصر کی طرح چارہ گروہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف چڑھائی کرکے نکلے تو ان میں سے ایک گروہ کا امیر حکیم تھا جب امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بلوائیوں نے منبر پر پتھراؤ کیا حکیم بن جبلہ ان پتھراؤ کرنے والوں میں شامل تھا۔ جب پہلی دفعہ بلوائی مطمئن ہو کر اپنے اپنے وطن کو واپس روانہ ہوئے تو حکیم بن جبلہ مالک اشترا کے ساتھ مدینہ طیبہ میں رہ گیا۔ دونوں نے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خط کی جھوٹی سازش تیار کی اور اس طرح حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا میدان ہموار کیا۔ غرض یہ قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ خَیل (کسی جماعت یا گروہ کا سردار) تھا۔ اب دیکھئے قدرت اس خبیث سے کس طرح شدید انتقام لیتی ہے۔

فائدہ: امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز (لکھتے) ہیں ۳۶ھ میں جب اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بصرہ اسی طرح پہنچیں تو حکیم بن جبلہ مقابلے میں نکلا اور بدبخت ہاتھ میں نیزہ لے کر حضرت امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سُبّ (لعن طعن) کرنے لگا۔ اس کے اپنے قبیلے عبد القیس کے ایک شخص نے اس سے پوچھا یہ تو گالیاں کسے بک رہا ہے تو اس نے کہا (حضرت) عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو! اس نے کہا اے ابن خبیثہ! تو اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں یوں کہتا ہے اس پر حکیم نے اس کے سینے میں سِنان (نیزہ) گھونپ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر ایک عورت کے پاس سے اس کا گزر ہوا اور وہ بدَستُور (پہلے کی طرح) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سُبّ (بُرا بھلا) بک رہا تھا اس عورت نے سوال کیا یہ تو کسے کہہ رہا ہے؟ کہنے لگا (حضرت) عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو۔ اس عورت نے کہا، اے خبیثہ عورت کے بیٹے! تو اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں یوں کہتا ہے۔ حکیم نے اس عورت کی چھاتی پر نیزہ سے حملہ کرکے اسے بھی قتل کر دیا۔ دوسرے دن حکیم بن جبلہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پھر گالی دیتے ہوئے نکلا تو اس کی قوم ہی کی

---

[26]) (البداية والنهاية. ثم دخلت سنة ثمان وثلاثين. 312/7. دار الفكر. عام النشر: 1407 هـ 1986م)

[27]) ذِمّی: (فقہ) وہ مشرک یا اہل کتاب جو اسلامی حکومت کی امان میں رہتا ہو اور اس نے شرائط ذِمّہ (جزیہ) کو قبول کرلیا ہو، جزیہ گزار۔

ایک عورت نے سن کر اس سے کہا اے ابن الخبیثہ! تو خود اس گالی کا زیادہ مستحق ہے اس نے اس (بیچاری) کو نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ اس پر اس کی قوم اس پر غضبناک ہوگئی اور اس سے کہا کل تو نے (دو بے گناہوں کو) قتل کر دیا اور آج پھر اسی عمل کا اعادہ کیا۔[28]

قوم یہ کہہ کر چلی گئی اور اسے (اکیلا) چھوڑ دیا یہ (بدبخت) اور اس کے ساتھ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چڑھائی کی تھی اور آپ کا مُحاصَرہ (چاروں طرف سے گھیر لینا) کیا تھا۔ سمجھنے لگے کہ اب انہیں بصرہ میں چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی اس لئے یہ سب گورنر بصرہ عثمان بن حنیف کے پاس جمع ہو گئے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اعلان کرادیا کہ "جو تم سے لڑے تم صرف اسی سے لڑو" اور منادی کرادی گئی کہ "جو قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے نہیں ہے وہ ہمارے مقابلے سے ہٹ جائے کیونکہ ہم صرف قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنا چاہتے ہیں اور ہم لڑنے میں ابتداء نہیں کریں گے۔"

حکیم بن جبلہ نے لڑائی کا آغاز کر دیا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے بصری دشمنوں کو جن سے ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لینا ہے ہمارے لئے جمع کر دیا ہے۔ الٰہی آج ان میں سے کسی کو (زندہ) باقی نہ چھوڑ۔ قِتَال (لڑائی کا میدان، خون ریزی) شدید شروع ہو گیا حکیم تلوار سے لڑ رہا تھا ایک آدمی نے اس کی ٹانگ کاٹ دی اور وہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بکنے لگا تو ایک مُنَادٍ (نداد ینے والا) نے آواز دی اے خبیث! تو اب جَزَع فَزَع (گریہ وزاری) کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو عبرت ناک عذاب کے شکنجے میں کسا کیونکہ تم نے امام مظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چڑھائی کی جماعت سے جدا ہوئے اپنے ہاتھ خون سے رنگین کئے دنیا میں اپنا حصہ پالیا۔

فَذُقْ وَبَالَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَانْتِقَامَهُ[29]

پس اب تو اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس کے انتقام کا مزہ چکھ۔

بصرہ میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منادی نے اعلان کر دیا۔ سن لو! جس کے پاس وہ شخص ہو جس نے (حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف) مدینہ جا کر جنگ کی تھی وہ اسے ہمارے پاس لے آئے۔

فَجِيءَ بِهِمْ كَمَا يُجَاءُ بِالْكِلَابِ، فَقُتِلُوا[30]

تو لوگ ان کو اس طرح پکڑ کر لائے جس طرح کتوں کو (گھسیٹ) کر لایا جاتا ہے اور ان کو قتل کر دیا گیا۔

امام ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حکیم بن جبلہ کو ضخیم نامی ایک شخص نے قتل کیا

فمال رأسه، فتعلق بجلده، فصار وجهه في قفاه[31]

---

[28] (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين، دخولهم البصرة والحرب بينهم وبين عثمان بن حنيف، 470/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

[29] (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين، دخولهم البصرة والحرب بينهم وبين عثمان بن حنيف، 471/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

[30] (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين، دخولهم البصرة والحرب بينهم وبين عثمان بن حنيف، 472/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

[31] (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين، دخولهم البصرة والحرب بينهم وبين عثمان بن حنيف، 474/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

اور اس کا سر مروڑ ڈالا اور وہ چمڑے سے لٹکارہ گیا اور اس کا منہ گُدّی (گردن یا سر کا پچھلا حصہ) کی طرف ہو گیا۔

اللہ اللہ جل جلالہ! کتنا شدید ہے اللہ عزوجل کا انتقام ہے کہ حضرت امام مظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مشق ستم کرنے والے کتوں کی موت مرے اور جن ملعونوں نے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا تھا وہ سب کے سب انتہائی ذلت کے ساتھ قتل ہوئے۔ حکیم بن جبلہ جو امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عداوت میں پیش پیش اور ابن سباء ملعون کا دست راست تھا اس کا انجام کتنا عبرت ناک ہوا کہ گردن مروڑ ڈالی گئی اور منہ پیچھے گُدّی (گردن یا سر کا پچھلا حصہ) سے جاملا۔ معاذاللہ!

ذریح بن عباد اور ابن المحرش: ذریح بن عباد اور ابن المحرش بصرہ سے آنے والے گروہوں میں سے ایک ایک گروہ کے امیر تھے اور یہ دونوں بھی بصرہ کے اسی مَعرَکہ (جنگ) میں شریک ہوئے اور قتل کر دیئے گئے۔ امام طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف مدینہ (فَمَا أَفْلَتَ مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَمِيعًا إِلا حُرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ)[32] جاکر لڑنے والے سب کے سب بصری قتل کر دیئے گئے ان میں سے سوائے حرقوص کے کوئی بھی نہ بچا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصاص لیا: ابھی ابھی گزر چکا ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بصری قاتلین سے قِصاص[33] لیا۔ ایک ایک باغی سے حضرت امام مظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خون کا بدلہ لیا اور انہیں جنگ جمل سے پہلے بصرہ کے معرکہ میں قتل کر دیا۔

ان حضرات کی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اعدائے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قصاص لیا اور پکڑ پکڑ کر قتل کر دیا۔ علامہ ابن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابرحہ بن الصباح کے ذِکر میں جو حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دست ستم دراز کرنے والوں میں تھا لکھا ہے کہ:

فأخذه معاويه مع عبدالرحمان بن عبدالله، و محمد بن أبي حذيفة، ومع كنانه بن بشر وغيرهما رهائن و سجنهم فهربوا من السجن، فأدركوا، فقتلهم معاويه كلهم۔[34]

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدالرحمان محمد بن حذیفہ، کنانہ بن بشر وغیرہم کو گرفتار کیا اور انہیں قید کر دیا۔ یہ قید خانہ سے بھاگ نکلے مگر پکڑے گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب (دشمنانِ امام و قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کرا دیا۔

کنانہ ابن بشر: یہ ابن سباء کی مصری پارٹی کا خاص رکن تھا۔ مدینہ پر چڑھائی کے وقت مصری خارجیوں اور باغیوں کے ایک گروہ کا سردار تھا۔ قصر خلافت کے دروازہ کو آگ لگانے والوں میں پیش تھا۔ اسی بدبخت نے تلوار سے حضرت امیر المومنین شہید کا پیٹ پھاڑنے کی کوشش کی تھی کہ حضرت نائیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ سے تلوار کو پکڑ لیا اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ ایک روایت کے مطابق اس لعین نے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم کی جَبِین (پیشانی) مبارک اور مقدم راس (سر) پر لوہے کی لاٹ ماری جس سے آپ گر پڑے اور سودان بن حمران المرادی نے تلوار سے قتل کر دیا۔

---

[32] (تأريخ الطبري، ثم دخلت سنة خس ثلاثين، دخولهم البصرة والحرب بينهم وبين عثمان بن حنيف، 472/4، دار التراث– بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

[33] (اسلامی شرعی قانون) جان کے بدلے جان اور خون کے عوض خون لینا، یعنی جتنی تکلیف کسی کو پہنچائی جائے، اس کے بدلے میں اتنی ہی تکلیف ظالم کو پہنچائی جائے۔

[34] (جمهرة انساب العرب، سنة 36، ص435، دار الكتب العلمية بيروت)

دوسری روایت میں ہے کہ اس خارجی نے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا جیسا کہ شعر ہے:

أَلَا إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ ثَلَاثَةٍ

قَتِيلُ التُّجِيبِيِّ الَّذِي جَاءَ مِنْ مِصْرِ [35]

حضور ﷺ اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے افضل (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کنانہ بن بشر تجیبی کے ہاتھوں شہید ہوئے جو مصر سے آیا۔

اس ملعون کا حال اُوپر گزر چکا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ۳۸ھ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر پر چڑھائی کی تو محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کی قیادت کرتے ہوئے یہ مردود مارا گیا اور امام ابن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ابھی اوپر گزر چکی ہے کہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خونخوار دشمن کو محمد بن حذیفہ وغیرہ کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرفتار کرایا اور قید کر دیا۔ یہ قید خانہ سے بھاگ نکلے مگر پکڑے گئے اور سب کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کرا دیا۔

عمرو بن الحمق: یہ محمد بن ابی بکر کے ساتھ دیوار پھاند (کود) کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے والوں میں سے تھا۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم کے جسم اطہر پر کود تا رہا پھر سینہ اقدس پر بیٹھ کر نیزہ کے نو زخم لگائے۔

فوثب على عثمان فجلس على صدره وبه رمق، فطعنه تسع طعنات [36]

اس کا حشر ملاحظہ ہو علامہ کشی لکھتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کرنے کے لئے طلب کیا یہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گیا۔ لوگوں نے اس کا تَعاقُب (پیچھا کیا) اور تَجَسُّس (تلاش کر) کر کے اسے غار میں جا پکڑا اور اس کا سر کاٹ کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

عبد الرحمن بن عدیس: یہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خُرُوج (حملہ) کرنے والے مصری غُنڈوں کے اس گروہ کا امیر تھا۔ اسی لعین نے حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالیاں دی تھیں جب آپ نے اس کو پیغام بھیجا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کر دیا جائے۔ اس دشمن امام کا یہ حشر ہوا کہ حمص کے قریب جبل جلیل میں اسے ایک بدو مل گیا جب اس نے اس کے دریافت کرنے پر اعتراف کر لیا کہ وہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین میں سے ہے تو اس نے بڑھ کر اس ملعون کو قتل کر دیا۔ [37]

عمیر بن ضابی: بصرہ اور مصر کی سبائی پارٹی کے عمائد و اراکین کا حال عرض ہو چکا۔ اب کوفہ کے خارجی سبائیوں کا حشر ملاحظہ ہو

کوفہ کی سبائی پارٹی کا رکن اعلیٰ اور قائد اشتر نخعی تھا وہ زہر دے کر مارا گیا۔ اشتر نخعی کے بعد عمیر بن ضابی حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت بڑا دشمن تھا۔ یہ کوفہ کی جماعت سے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کا عہد کر کے مدینہ طیبہ آیا تھا۔ اس درجہ شقی القلب تھا کہ حضرت امام رضی اللہ

---

35) (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين، ذكر ما رثي به من الأشعار، 426/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

36) (تاريخ دمشق لإبن عساكر، عثمان بن عفان بن أبي العاص بن أمية، 409/39، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1415 هـ 1995 م)

37) (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين، ذكر الخبر عن الموضع الذي دفن فيه عثمان رضي الله عنه، 414/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی نَعش پاک جنازہ کے لئے چارپائی پر رکھی ہوئی تھی یہ بدبخت آیا اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی پسلی توڑدی۔ [38]

امام ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حجاج آیا(اور قاتلین عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کیا) تو عمیر بن ضابی اُٹھا اور کہا میں بوڑھا ضعیف ہوں میرے دو قوی بیٹے ہیں۔ ان میں سے ایک یا دونوں کو میری جگہ لے لو۔ حجاج نے کہا خدا کی قسم چالیس سال ہوگئے ہیں تو نے عزو جل کی مَعصِیَت(نافرمانی) کی تھی وَاللّٰہِ لقد عصیت اللہ عز وجل منذ اربعین سنه [39]

یعنی خدا کی قسم میں تجھے عبرت ناک سزا دوں گا اور اس کی گردن اُڑادی۔

كميل بن زياد: یہ بدبخت بھی عمیر بن ضابی کے ساتھ کوفہ سے مدینہ طیبہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کا عزم لے کر آیا تھا۔ [40]

امام ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمیر بن ضابی کو قتل کرنے کے بعد حجاج نے پوچھا کیا کوفہ میں اس کے سوا کوئی اور بھی ہے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا ہو؟ کہا گیا ہاں کمیل ہے۔ حجاج نے اسے طلب کیا وہ بھاگ کر تحع چلا گیا۔ مگر جب دیکھا کہ اس کی پوری قوم کو جو دو ہزار نفوس پر مشتمل ہے موت کا خطرہ ہے تو وہ حجاج کے پاس چلا آیا۔ حجاج نے اس سے کہا کیا تو وہی ہے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔(اس کے بعد) حجاج نے اَدھم بن المحرز سے کہا اسے قتل کردو۔ [41]

جهجاه الغفاري: اس بدبخت نے جمعہ کے دن جب کہ امام خطبہ دے رہے تھے آپ کے ہاتھ سے عصاء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم چھین کر توڑ دیا اور حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر سے اتار دیا تھا جس گھٹنے پر رکھ کر عصاء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو توڑا تھا اس گھٹنے پر پھوڑا نکلا اس سے وہ ذلیل ہو کر مرا۔ [42]

خاتمه

یہ موضوع بحر بے کنار(تھوڑا سا حصہ) چند نمونے ادب کے فوائد کے اور چند بے ادبوں اور گستاخوں کے عرض کئے ہیں۔ تفصیل کا خواہش مند فقیر کے مندرجہ ذیل تصانیف کا مطالعہ فرمائے۔

1۔ گستاخوں کا انجام بد(دو جلد ضخیم)

2۔ باادب بانصیب

3۔ بے ادب بے نصیب

---

38) (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين ، ذكر الخبر عن الموضع الذي دفن فيه عثمان رضي الله عنه، 414/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

39) (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين ، ذكر بعض سير عثمان بن عفان رضي الله عنه، 403/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

40) (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين ، ذكر بعض سير عثمان بن عفان رضي الله عنه، 403/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

41) (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين ، ذكر بعض سير عثمان بن عفان رضي الله عنه، 404/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

42) (تاريخ الطبري، ثم دخلت سنة خمس ثلاثين ، ذكر الخبر عن قتل عثمان رضي الله عنه، 366/4، دار التراث–بيروت، الطبعة: الثانية 1387 هـ)

مولاعزوجل ہمیں ادب کی توفیق بخشے۔(آمین)

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان

۸ 8شوال المکرام 1428ھ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے ۔(شکریہ) admin@faizahmedowaisi.com